احمدیت اور اسلام و ختم نبوت شائع کردہ ادارۂ طلوعِ اسلام کراچی۔ قیمت دس آنے۔ ضخامت ۹۴ صفحات۔

یہ کتابچہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ علامہ اقبال مرحوم کے اُن انگریزی خطوط و مقالات کا مجموعہ ہے جو انہوں نے ۱۹۳۵ء کے اوائل میں قادیانیت کے بارے میں تحریر کیے تھے۔ دوسرا حصہ چودھری غلام احمد پرویز صاحب کا تحریر کردہ ہے۔ کتاب کا آغاز ادارۂ مذکور کے اس دعوے سے ہوا ہے کہ جو مسئلہ پچاس برس سے مولوی صاحبان سے حل نہیں ہوا تھا اُسے "خالص قرآنی روشنی" میں اقبال اور "ترجمانِ اقبال" نے چند منٹوں میں حل کر دیا ہے۔

علامہ اقبال کی جو تحریریں اس کتابچے میں جمع کی گئی ہیں ان میں وہ اس حقیقت پر زور دیتے ہیں کہ مسلمانوں کی وحدت دینی و ملی کا انحصار کسی نسلی یا جغرافی یا کسی دوسرے مادی رشتۂ اتحاد و اشتراک کی بنا پر نہیں ہے بلکہ تمام تر عقائد و افکار کی بنا پر ہے۔ اس لیے ختم نبوت کے انکار اور اجرائے نبوت کے اقرار سے مسلمانوں کا دینی اور قومی شیرازہ معاً منتشر ہو جاتا ہے۔ اُس زمانے میں پنڈت نہرو، بعض پارسی اور روشن خیال مسلمان قادیانیوں کے ساتھ رواداری برتنے کی تلقین کرتے تھے حتیٰ کہ سبھاش چندر بوس نے اس خیال تک کا اظہار کر دیا تھا کہ ہم عرب کے نبی کی پیروی کرنے والوں پر ایک ہندوستانی نبی کے ماننے والوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس پر مرحوم نے فرمایا کہ اس معاملے میں رواداری بے غیرتی اور قومی خودکشی کے مترادف ہے۔ آخر میں انہوں نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ قادیانی ایک الگ امت ہونے کے باوجود قلتِ تعداد میں ہونے کی وجہ سے الگ اقلیت قرار دیے جانے کا مطالبہ نہیں کرتے، مگر مسلمانوں کے لیے اور حکومت کے لیے ضروری ہے کہ وہ انہیں اقلیت قرار دے۔ علامہ مرحوم کے استدلال کے اکثر حصوں سے ہمیں اتفاق ہے۔ مگر بحث کے بعض پہلوؤں سے ہمیں شدید اختلاف ہے۔ مثال کے طور پر مقالہ کے آخر میں انہوں نے اپنے ہم عصر "مصلحین" (زغلول پاشا، کمال اتاترک، رضا شاہ) کی اُن اصلاحات کی بھی مدافعت فرمائی ہے جو قرآن کے صریح نصوص و احکام کے خلاف تھیں۔ اقبال کے خیال میں فقہ اسلامی کی رو سے ایک مسلم ریاست کا امیر اس بات کا مجاز ہے کہ شرعی قوانین (مثلاً قانونِ وراثت